التفسیر، مجلس تفسیر، کراچی جلد۹، شمارہ۱۸، ۲۰۱۱ء، اپریل تا ستمبر ۲۰۱۲

رنگ خیال

فدیۂ طعام کن لوگوں پر؟

و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین (البقرہ ۱۸۴)

ترجمہ: جو لوگ بہ مشقت روزہ رکھ سکیں، وہ روزہ نہ رکھیں بلکہ اس کے بدلے میں فدیہ دے دیں۔

اس فقرہ میں عام مریضوں اور مسافروں کا بیان نہیں ہے۔ جیسا کہ بعضوں نے سمجھا ہے۔ کیونکہ ان دونوں کے لیے فعدۃ من ایام اخر کا حکم بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ نہ صرف ایک جگہ بلکہ دو جگہ (دیکھیے البقرہ ۱۸۴۔۱۸۵)

فمن کان منکم مریضاً اوعلیٰ سفر فعدۃ من ایام اخرط بس تم میں جوکوئی مریض ہو یا حالت سفر میں ہو تو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پورے کرے۔ بعد میں گنتی پوری کرنا اس امر کو مستلزم ہے کہ بیماری اور حالت سفری کو وقتی اور عارضی معنی میں لیا گیا ہے۔ پس وہ لوگ کہ جو دائمی مریض یا کسی ایسی حالت سے وابستہ ہیں۔ جن کا ذکر بظاہر "مریض و مسافر" کے باب میں شامل نہیں ہو سکتا۔ مگر کسی اور عذر کی بناء پر وہ روزہ نہیں رکھ سکتے تو آخر کیا کریں۔ مثلاً ایسا لاغر و نحیف کہ جس کی بحالی طاقت کا امکان ختم ہو گیا ہو یا ایسا معمر بوڑھا (شیخ فانی) کہ جس کی توانائی زیادتی عمر کے باعث ناقابل اعادہ ہو یا ایسا شخص کہ جس سے روزہ ناقابل برداشت ہو۔ اگر رکھ لے تو طبیعت خراب ہو جاتی ہو جیسے گردے کا مریض یا اتنی کمزوری لاحق ہوتی ہو کہ اپنے لازمی معمولات کی انجام دہی سے قاصر رہ جاتا ہو، جیسے شوگر کا مریض یا دل کا مریض یا ایسا غریب محنت کش، جو اکل حلال کے لیے کسی پرمشقت جسمانی جاب (Job) پر ہو،

جیسے گڑھے کھودنے والا مزدور، اسی طرح جیل میں محبوس ایسا عمر قید مجرم جس سے جبری مشقت لی جا رہی ہو۔ پس ایسے ہی لوگوں کا ذکر وعلی الذین یطیقونہ میں آتا ہے۔ اور اسی کا حل یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے ایک روزے کے عوض کم از کم ایک مسکین کے طعام کا بندوبست کریں۔ (فدیۃ طعام مسکین) اور امکانی طور پر بعض لوگوں کی حالتوں کی کمی بیشی کے پیش نظر وان تصوموا خیر لکم کا حکم بھی دے دیا گیا ہے تاکہ غیر مستحق افراد "یطیقون" کی فہرست میں نہ آسکیں۔ اس سے روزہ کی ضرورت واہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

پس ہمارے نزدیک وعلی الذین یطیقونہ میں اسی قبیل کے لوگ شامل ہیں۔ ظاہر ہے کہ انہیں ان کی مجبوریوں کے پیش نظر ہی تو فعدۃ من ایام اخر کے "حکم وجوبی" سے نکال کر وان تصوموا خیر لکم کے "حکم استحبابی" میں ڈالا گیا ہے۔ وہ لوگ کہ جن کی نظر ان حکموں کے فرق پر ہے۔ وہ "علی الذین یطیقون" کو تیسرا گروہ قرار دینے میں کوئی تامل نہیں کریں گے۔

وعلی الذین یطیقونہ کا مطلب اپنے معنی ومفہوم میں مشقت اور مشکل کے ساتھ ادائیگی کے مضمون پر منحصر ہے۔ اگر اسے اس معنی میں نہ لیا جائے تو آیت کا منشا یہ ٹھہرتا ہے کہ اور وہ لوگ کہ جو اس کی (یعنی روزے کی) طاقت رکھتے ہیں (اور پھر روزہ نہیں رکھتے) تو وہ فدیہ دے دیں۔ ظاہر ہے کہ یہ مفہوم روزے کی اہمیت ہی کو ختم کر کے رکھ دیتا ہے۔ اور اگر اس کا یہ مفہوم لیا جائے کہ اس سے مراد مذکورۃ الصدر ایسے مریض ومسافر ہیں کہ جو فدیہ کی طاقت رکھتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ فدیہ بھی ادا کریں۔ اور بعد میں روزے بھی رکھیں۔ تو بتایا جائے کہ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر کی معنویت کا کیا ہوگا۔ یعنی مریض ومسافر فدیہ بھی دیں اور بعد میں روزے بھی رکھیں۔ پھر یہ بھی دیکھیے کہ فعدۃ من ایام اخر کے واضح حکم کے بعد اسی تسلسل میں وان تصوموا خیر لکم کے الفاظ، کیا پہلے حکم کو بے معنی نہیں کر دیتے؟ کہاں حکم وجوبی اور کہاں حکم استحبابی؟ ان دونوں حکموں کی نوعیت سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں دو الگ الگ گروہ ہیں۔ پہلا گروہ مریضوں اور مسافروں کا ہے اور دوسرا "الذین یطیقون" کا.........

جو لوگ یطیقونہ سے پہلے لا مقدر مانتے ہیں وہ میرے ناقص فہم کے مطابق کچھ ناقابل فہم سا لگتا ہے۔ کیونکہ سیاق عبارت کے مطابق یہ وہ لوگ ہیں کہ جو بمشکل روزہ رکھ سکیں وگرنہ " ان تصوموا خیر لکم " نہ آتا۔ اور لا مقدر ماننے کی صورت میں وان تصوموا خیر لکم کا حکم استجابی بے محل ہوتا۔ کیونکہ جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہی نہیں انہیں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اگر تم روزہ رکھ لو تو زیادہ بہتر ہے اس لیئے لا مقدر ماننے کا مفہوم ازروئے سیاق غلط ٹھہرتا ہے۔ اور یطیقونہ کا مطلب وہی ہے، جو اوپر مذکور ہوا یعنی وہ لوگ جنہیں روزہ رکھنے میں بہت دشواری، دقت اور مشقت درپیش ہو خواہ اس کی وجہ کچھ بھی ہو۔

گزشتہ سال (۲۰۱۱ء) فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز میں ایم ایس/ایم فل کے طلبہ کو Pioneers of Contemporary Islamic Resurgence کی تدریس کے دوران علی رہنما کی کتاب Pioneers of Islamic Revival جس کا ترجمہ محمد یحییٰ خان نے کیا ہے، میری نظر سے گزری۔ یہ ہمارے کورس کی ایک ایسی معاون کتاب تھی، جس میں مختلف علمی وفکری شخصیات کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے تعلق سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اس میں جن بلند و بالا شخصیات کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ سید جمال الدین افغانی (1838-1897ء) محمد عبدہٗ (1849-1905ء) حسن البناء (متوفی 1949ء) سید ابو الاعلیٰ مودودی (1903-1979ء) سید قطب (1906-1966ء) مصطفیٰ السباعی (1928-1978ء) علی شریعتی (1933-1977ء) باقر الصدر (1935-1980ء) اور روح اللہ خمینی (1902-1989ء)

میں نے اپنے لیکچرز میں مذکورہ بالا شخصیات کو موضوع بحث بناتے ہوئے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں ان کے علاوہ بھی کچھ ناموں کا اضافہ کیا جائے جو اس کتاب میں آنے سے رہ گئے ہیں۔ میں نے اپنے اس احساس کو نہ صرف اپنے فاضل طلبہ کے سامنے ظاہر کیا بلکہ انہیں مہمیز بھی کیا کہ وہ ان شخصیات کے علاوہ اپنی پسند کی کسی ایسی شخصیت پر خامہ فرسائی کریں، جنہیں وہ اپنے تئیں علمی وفکری پہلو سے اس مقام پر فائز امام

سمجھتے ہیں۔ اگر وہ شخصیات بہت ممتاز ونمایاں نہ بھی ہوں تب بھی وہ کم از کم ایسی ضرور ہوں کہ انہیں "علمی وفکری شخصیات" کے طور پر بسروچشم قبول کیا جاسکے۔

مجھے خوشی ہے کہ میرے اس فکری احساس کو میرے فاضل طلبہ نے نہ صرف محسوس کیا بلکہ بہت جلد اپنے مقالات ومضامین سے متعدد بلند و بالا ہستیوں کا ایک جہان آباد کر دیا۔ واضح رہے کہ اسی اثناء میں میں نے گزشتہ شمارے میں یہ اعلان بھی کر رکھا تھا کہ آئندہ شمارہ علمی وفکری شخصیات کے دلکش اور حسین مجموعے پر مشتمل ہوگا۔ اس اعلان کے جواب میں متعدد اہل علم اور ارباب دانش کے مقالات الگ سے موصول ہونا شروع ہو گئے۔ اور 576 صفحات اپنی وسعتوں کے باوجود ہمیں محدود نظر آنے لگے اور یوں صفحات کی تنگ دامنی ہماری راہ میں حائل ہوئی جس کی وجہ سے بعض احباب سے معذرت بھی کرنی پڑی کیونکہ اس سے زائد صفحات میں مجلہ کی اشاعت ہمارے لیئے ممکن نہ تھی۔

علمی وفکری شخصیات کی ترتیب میں سینیارٹی کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یعنی جو بزرگ ہستی دنیا سے پہلے رخصت ہوئی، اسے پہلے رکھا، جو بعد رخصت ہوئی، اسے بعد میں جگہ ملی۔ اس ترتیب پر یقیناً کسی کی دل آزاری نہیں ہوگی۔ ارباب قلم قارئین سے گزارش ہے کہ اس خاص نمبر پر اپنی تنقیدی آراء اور مفید مشوروں سے ضرور نوازیں۔ ہم آپ کے رشحات قلم کو آئندہ شمارے میں زینت قرطاس کرنے کی کوشش کریں گے۔

مدیر اعلیٰ